قرآنی۔مذہبی تعلیمات اور جدید، شہر اسلامی تمدن کا خواب

گروہ مؤلفین: احمد عباسی دربیدی[۱]، نسرین بیگزادہ[۲]

مترجم: مولانا محمد ذہین

خلاصہ

جدید شہر اسلامی تہذیب وتمدن کے خواب پر مبنی "مدینہ فاضلہ" تک جلد رسائی کے لئے ایک اہم راستہ قرآن اور دین اسلام کی تعلیمات سے متمسک ہے۔قرآنی تعلیمات کے پیش نظر اور یہ کہ انسانی معاشرے کی سعادت کے لئے قرآن کے پاس بہترین راستے اور طریقے موجود ہیں، یہ سوال پیش آتا ہے کہ ایک جدید شہر اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ، تشکیل دینے کی راہ میں اسلامی اور قرآنی تعلیمات کا کردار ادا کر سکتے ہیں؟ موجودہ تحریر میں معتبر مآخذوں اور اس میدان میں ہونے والی تحقیقات کے نتائج کے مطالعہ سے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے اور مختلف تہذیبوں کے تقابلی جائزے کے ذریعہ وہ امور جو اس مدینہ فاضلہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں انہیں بیان کیا گیا ہے۔اس سلسلہ میں تمام دینی مآخذوں میں تحقیق اور جستجو سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مدینہ فاضلہ کے تمام امور توحیدی امور کے ساتھ آمیختہ ہوتے ہیں اور اسلامی اور قرآنی تعلیمات نے اس سلسلہ میں بہترین پروگرام اور لائحہ عمل پیش کیا ہے۔اور اس کے مطابق اسلام، مدینہ فاضلہ کی تشکیل پر مکمل توجہ رکھتا ہے اور جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ میں امن وامان، اتحاد وانسجام، روحانیت اور دینداری، اسلامی طرز زندگی۔۔۔ جیسے امور پر توجہ دی جاتی ہے۔

۱۔ گریجوئیٹ، شیعہ شناسی/ معاشرتی علوم، دانشکدہ ادبیات دانشگاہ اصفہان۔

۲۔ پی ایچ ڈی واسٹوڈنٹ، انجینئرنگ، دانشگاہ خوارزمی تہران (مؤلف وانچارج: a.abbasi.d2020@gmail.com)

۱۔ مقدمہ اور موضوع کی وضاحت

انسانی زندگی کا مثلث، دین ،ثقافت اور تہذیب سے تشکیل پاتا ہے اور اس کا اصلی ضلع، دین ہوتا ہے؛ کیونکہ کسی بھی قوم کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں صحیح معلومات اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اس کی مذہبی شکل سامنے نہ ہو (حجازی،۵۸:۱۳۶۰)۔ تو اب وہ دین اور مذہب جس کی بنیاد پر ثقافت اور تہذیب تشکیل پاتی ہے اسے سب سے زیادہ کامل (یعنی دین اسلام) ہونا چاہئے، جسے خود انسان و جہان کے خالق نے بھیجا ہو، تو بلاشک ایسی ثقافت اور زندگی جو اس عظیم ،برتر اور عالمگیر تہذیب کے ذریعہ وجود میں آئے گی وہ تمام زمانوں، صدیوں اور پروگرام کے لئے کامیابی اور ترقی کا ذریعہ بنے گی۔ دوسری طرف سے دنیا بھر کے متعدد محققین نے عالمی پیمانے پر رونما ہونے والے واقعات میں دین کو ایک مؤثر عنصر جانا ہے اور سیاست کی تعیین میں اسے ایک اہم سبب جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے مغربی مصنفین اور اہل نظر افراد نے موجودہ حالات کے پس منظر کی طرف اشارہ کرنے کے بعد یہ پیشین گوئی کی ہے عالمی پیمانہ پر ایک طاقتور حکومت رونما ہونے والی ہے جو دین کی حامی اور اسکے فائدے میں ہوگی۔ یہ افراد ، حقیقت پسند (Realists) افراد کی طرح دین کو صرف خارجہ پالیسی میں ایک آلہ کار کی طرح نہیں دیکھتے ہیں بلکہ ایک قوم میں اتحاد اور استقلال پیدا کرنے والے عنصر اور بین الاقوامی سیاست کے ثبات کا سبب بھی قرار دیتے ہیں (موسوی،۱۳۹۱: ۱۴۸)

دین اسلام کا ظہور اور قرآن کریم کی ابتدائی آیات تعلیم و تعلم پر مبتنی تھیں، جو اپنے مناسب پروگرام اور لائحہ عمل کے ذریعہ ایک عظیم اور مستقل تہذیب کی تشکیل کا سبب بنی۔ سرزمین عرب میں بہت سی سماجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی تبدیلیاں اسلام کے ظہور سے پیدا ہوئیں جس نے مسلمانوں خصوصا عربوں کے طرز زندگی کو جو زمانہ جاہلیت کے طریقہ اور جنگ وجدال کے اصولوں پر مبنی تھا، اس طرح تبدیل کردیا کہ انہیں ایسے عظیم انسانوں سے متصل کیا کہ جنکا رابطہ اس کائنات کے مبدا سے تھے، ان کے سامنے ایسی نئی آئیڈیالوجی اور تعلیمات پیش کی جو حیات بخش تھیں، جن کے نتیجہ میں ایک عظیم عالمگیر اسلامی تہذیب اور ثقافت وجود میں آگئی (فوزی وصنم زادہ،۱۳۹۱)۔ جس کی تعلیمات کے سائے میں ہر زمانے میں بہترین اور ترقی یافتہ تہذیب کو تصور کیا جاسکتا ہے اور اس کی بنیاد پر مختلف پہلوؤں سے زندگی کے مختلف میدانوں میں زندگی کی بہترین شکل وصورت کو دیکھا جاسکتا ہے۔

اس تہذیب میں ہمیشہ سے انسانی افکار کی بلندی اور مدینہ فاضلہ کی تشکیل پر توجہ رہی ہے اور یہ امر انسانی تحرک کے لئے سب سے طاقتور محرک کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ یہ تہذیب تمام انسانی مصائب و آلام کو ختم کرکے ان انسانی صلاحیتوں اور لیاقتوں کو شکوفہ کرسکے جس کے ذریعہ ایک سعادتمند کامل معاشرہ وجود میں آسکے (محمدیان مصمم و ضرغامی، ۱۳۹۶: ۵۶) یہی وجہ ہے کہ ترقی، توسیع، تہذیب، ایک مطلوب معاشرہ اور مدینہ فاضلہ کا حصول جہاں کے سماجی اقدار بلند و بالا ہوں، تمام سماجی مصلحین اور خیر خواہ افراد کی دیرینہ خواہش رہی ہے۔(سعیدی روشن، ۱۳۹۳: ۶۲) مدینہ فاضلہ یا آرزوؤں کا شہر یا یوٹوپیا ایک ایسا تصور ہے جو ہمیشہ سے انسانی زندگی کے لئے بیان ہوتا رہاہے بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے تہذیب انسانی میں اس تصور کی طولانی تاریخ رہی ہے۔ تمام اقوام اور تہذیبوں کے درمیان ایک مشترک عنصر یہی مدینہ فاضلہ کی چاہت کا مسئلہ رہا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس عظیم آرزو تک پہونچنے کے لئے انسان نے بے پناہ سختیاں اور مصیبتیں برداشت کی ہیں۔ تاریخی بلکہ ادبی کتابوں میں یہ امر بہت زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے؛ جیسے سیمرغ تک پہونچنے کے لئے سیمرغ کی حرکت کی مثال جو ایک طرح سے مدینہ فاضلہ کی طرف اشارہ ہے جسے عطار بہت خوش اسلوبی اور خوبصورت انداز میں ایک داستان کی صورت میں بیان کرتا ہے۔(اسفندیاری و ہمکاران، ۱۳۹۵: ۱۰۰) یا دیگر مدینہ فاضلہ کی گفتگو جو فلسفیوں اور مؤرخین کی تحریروں میں ملتی ہے وہ اسی موضوع اور مسئلہ کی اہمیت کی طرف ہی اشارہ کرتی ہے۔

جیسا کہ واضح ہے کہ مفکرین، قدیم زمانے سے مدینہ فاضلہ کے موضوع کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کرتے آئے ہیں، یعنی ایک ایسا شہر جس میں مکمل انسانی زندگی کی تمام خصوصیات موجود ہوں۔ اور یہ مفکرین اپنی لیاقت اور صلاحیت کے مطابق اس شہر آرمانی تک رسائی کے لئے راہیں اور طریقہ کار بھی بتاتے آئے ہیں۔ مادی اور سیکولر ثقافت میں اس مدینہ فاضلہ تک رسائی کے لئے ضروری ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی ترقی کرے، قدرتی امور اور جانوروں کو اپنے قابو میں کیا جائے، سماجی اقتدار حاصل کیا جائے، کیونکہ سیاسی اور سماجی اقتدار تمام انسانوں کی آسائش اور ان کی آسودگی کے لئے ہے اور اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے اقدار مخالف اور غیر اخلاقی کاموں کو بھی انجام دیا جاسکتا ہے جس کو خلیج فارس کے کنارے پر بسے اندلس کے بعض شہروں، یا یوروپ کے بہت شہروں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جسمیں ان کی تمام کوششیں اور منصوبے خدا سے دووری، حیوانی فطرت سے نزدیکی اور پاکیزہ انسانی سرشت سے دور ہوجانے کے لئے ہوتی ہیں۔ لیکن اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی بنیادیں اس بات پر استوار ہیں کہ ایک معاشرہ اسی صورت میں مقبول اور مطلوب ہوسکتا

ہے جب اسمیں توحیدی افکار جلوہ نما ہوں، یہ مدینہ فاضلہ اسی صورت میں محقق ہو سکتا ہے جب اس میں اسلامی اقدار اور عقائد کی رعایت ہو اور یہ اقدار مسلسل ترقی کرتے ہوئے انسانی سعادت کی راہیں ہموار کرتے رہیں اور انسان کو خلقت کے عظیم مقصد سے نزدیک کردیں۔ (سعیدی روشن، ۱۳۹۳: ۶۲) چنانچہ ضروری ہے کہ قرآنی تعلیمات سے تمسک کرتے ہوئے جو انسانی زندگی کے تمام امور کا سرچشمہ ہے، جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کا تعارف کرایا جائے۔ لہٰذا اس تحقیق کا اہم اور اصلی سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی تشکیل میں قرآنی تعلیمات کا کیا کردار اور مقام ہے اور اس بنیاد پر جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی کیا خصوصیات ہونی چاہئے؟

۲۔اس موضوع پر تحقیق کی اہمیت اور ضرورت

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اور ان کے علمی پیشرفت کا اصل سبب دین اسلام اور اس کی تعلیمات تھے (بہنیافر، ۱۳۸۸) قرآن اور اسلامی تعلیمات کی ہمیشہ سے اس بات پر تاکید رہی ہے کہ تمام انسان ترقی کریں اور انسانی ثقافت میں توسیع ہو، اس کے علاوہ اس کی توجہ انسان کی مادی اور روحانی ضرورتوں کی طرف بھی رہی ہے اور ان سب کے پیچھے مقصد اسلامی تہذیب اور ثقافت کو تشکیل دینا تھا(کاشفی، ۱۳۸۴: ۵۴) کیونکہ مفکرین کے مطابق تہذیب مختلف عناصر سے تشکیل پاتی ہے۔ ویل ڈورینٹ تشکیل تہذیب کے اسباب کو چار حصوں میں بیان کرتا ہے:

ا۔ تہذیب کے اقتصادی اسباب؛ زراعت، صنعت اور اقتصادی و معاشی مراکز؛ ۲۔ تہذیب کے سیاسی اسباب؛ ملک، حکومت، قانون اور خاندان؛ ۳۔ تہذیب کے اخلاقی اسباب؛ شادی، جنسی اخلاق، سماجی اخلاق، دین اور دینی آداب؛ ۴۔ عقلی اور روحی اسباب؛ علم وادب، فن و ہنر (رحمانی و جعفرآقایی ۱۳۹۰: ۱۰۳)۔ تو تہذیب کی تعمیر نو اور مدینہ فاضلہ کا خاکہ کھینچنے کے لئے ضروری ہے کہ مذکورہ اسباب کے سلسلہ میں قرآنی اور دینی دستورات پر غور کیا جائے اور اسکی وضاحت کی جائے۔ جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی خصوصیات کو مشخص کیا جائے۔ لہٰذا اس تحریر کی اہمیت و ضرورت کئی زاویوں سے سے قابل وضاحت اور قابل غور ہو جاتی ہے۔ پہلی چیز یہ کہ مدینہ فاضلہ سے کیا مراد ہے؟ اسلامی تہذیب اور جدید اسلامی تہذیب کیا ہیں، دونوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ دوسری چیز یہ کہ جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کے سلسلہ میں اسلامی اور قرآنی تعلیمات میں کن نکات اور دستورات کو بیان کیا گیا ہے اور کیا خدائی تعلیمات پر توجہ کے بغیر کامیاب مدینہ

فاضلہ تشکیل پانا ممکن ہے یا نہیں؟

۳۔اس تحقیق کا طریقہ کار

یہ تحریر اور تحقیق تجزیاتی اور توصیفی روش اور طریقہ کے تحت انجام پائی ہے اور عملیاتی ہے جس میں کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی مدینہ فاضلہ کی خصوصیات کے سلسلہ میں کتابخانوں اور انٹرنٹ پر موجود معتبر علمی اسناد اور مآخذوں کی تحقیق اور ان کا مطالعہ کیا جائے، پھر انہیں بیان کیا جائے۔ اور دینی اور قرآنی تعلیمات کے مطابق جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی خصوصیات کو بھی بیان کیا جائے کیونکہ قرآنی فرامین اور اس کی اتباع میں دینی تعلیمات، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے سلسلہ میں بہترین نکات کو بیان کرتے ہیں۔

۴۔اصول اور تصورات

۴/۱۔مدینہ فاضلہ

مدینہ فاضلہ (Utopia مغربی زبانوں میں) پہلی بار ۱۵۶۱ میں تھامس مور کے ذریعہ اس عنوان کی کتاب میں بیان ہوا تھا جس میں اس لفظ (Utopia) کا استعمال ایک بے عیب و نقص سے پاک سیاسی نظام کی توصیف میں ہوا تھا، لیکن پھر دھیرے دھیرے مدینہ فاضلہ کی اصطلاح سیاسی اور سماجی مباحث میں بھی استعمال ہونے لگی (ینسن وڈان، ۱۳۹۶: ۱۳) اور پھر زندگی کے دیگر پہلوؤں کو بھی شامل ہونے لگی۔یعنی یہ کہ مدینہ فاضلہ ایک ایسا معاشرہ یا حکومت ہے جسمیں رہنے والوں کی کوئی تاریخ نہیں ہے اور یہ معاشرہ اور اس کے افراد ہر قسم کی فکر اور خوف سے دور رہتے ہیں، موت کی فکر سے آسودہ خاطر ہو کر اپنے شہر میں رہتے ہوئے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ یوٹوپیا ایک زمینی شہر ہے اس شہر میں اس کے افراد کی جگہ اور مقام معین ہوتی ہے۔ اور وہاں کا انتظام شہری قانون کے تحت ہوتا ہے جسے انسان ہی نے بنایا ہے۔ مدینہ فاضلہ، اس جنت کی طرف بازگشت کا خواب ہے جہاں سے انسان کو نکالا گیا تھا اور اس بہشت کی نسبت زمینی شہر کی طرف دی گئی ہے جو انسانی زندگی میں جلوہ نما ہوتا ہے۔ (شاہ سنی، ۱۳۷۷: ۳۲)

مدینہ فاضلہ ایک ایسا ذہنی اور خیالی شہر ہے جو واقعیت اور حقیقت کے حصار سے باہر نکل گیا ہے اور ہماری ایسی عمیق آرزوؤں کو شامل ہے جہاں ایسے شہر کا تصور ہے جو عدل و انصاف پر مبنی ہو۔ جہاں ذہن میں ہمیشہ سعادت تک پہونچنے کی آرزو ہوتی ہے اور موجودہ حالات سے نکلنے اور اسے تبدیل کرنے کا تصور ہوتا ہے اور زمانہ کی حیرانی و سرگردانی سے باہر نکل کر ایک بہتر مستقبل کی طرف بڑھنے کی آرزو ہوتی ہے۔ (محمدیان مصمم و

ضرغامی، ۱۳۹۶: ۵۷)؛ تاریخ کی رو سے انسانی معاشروں کے تکامل اور انکی ترقی میں مدینہ فاضلہ کا بڑا کردار رہا ہے۔اس سلسلہ میں اناتول فرنس کا خیال ہے: "جب مدینہ فاضلہ کی خواہش نہیں تھی تو انسان مختلف ادوار میں فرسودہ اور عریان حالت میں غاروں میں رہا کرتا تھا، لیکن جب کہ مدینہ فاضلہ کی خواہش رکھنے والے پہلے وہ لوگ تھے جنہوں نے شہری زندگی کی صورت ترسیم کی تھی"۔(برنری، ۱۹۵۰، نقل از محمدیان مصمم و ضرغامی، ۱۳۹۶)۔

۴/۲۔ تہذیب (تمدن) اور جدید اسلامی تہذیب

تمدن، لفظ کا مصدر "م دن" ہے جس سے کسی جگہ سکونت اختیار کرنا سمجھ میں آتا ہے اور لفظ "مدینہ" بھی اسی سے نکلا ہے (ابن منظور، ۱۴۱۴، ج ۱۳: ۴۰۲) بعض قرآنی لفظ شناس لفظ "م دن" کو سکونت اور قیام کے معنی میں بیان کرنے کے بعد تمدن (تہذیب) کو اہل مدینہ (شہر) کے اخلاق سے مزین ہونے کے معنی میں جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ لفظ تمدن، مدینہ سے نکلا ہے۔(مصطفوی، ۱۳۶۰، ج۱۱: ۵۵)

لغوی اعتبار سے تمدن کے معنی، شہر میں رہنا، شہری اخلاق اپنانا، تشدد اور جہالت سے نکل کر شہری زندگی اور آداب سے آشنائی پیدا کرنا اور اسے اختیار کرنا ہے خلاصہ یہ کہ شہری زندگی کا طور طریقہ اپنانا تمدن کہلاتا ہے۔(مجیر شیبانی۔۱۳۷۷)؛ اور اصطلاح میں ایسے اجتماعی اور سماجی نظم و ضبط کو کہتے ہیں جس کے نتیجہ میں ثقافتی تخلیقات ممکن ہو جاتی ہیں جو اں چاروں بنیادی رکن اور بنیادی عناصر کو شامل ہوتی ہیں جو اس طرح ہیں:

اقتصادی امور میں احتیاط اور دوراندیشی، سیاسی نظم و ضبط، اخلاقی سنتیں اور راہ معرفت میں کوشش اور فن و ہنر میں توسیع۔(ویل ڈورانٹ، ۱۳۶۵، ج۱: ۳)۔

جدید اسلامی تمدن چاہتا ہے کہ سنت اور مڈرنٹی کے ارتباط کے ساتھ دین کا احیاء کیا جائے۔اس رہگذر میں اسلام کی حیثیت ایسے تمدن اور تہذیب کی ہے جو اپنے عظیم نظریات کے ساتھ معاشرتی اور سیاسی میدان میں اپنا بہترین کردار ادا کر سکتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر صنعت و حرفت کو تقویت عطا کر سکتا ہے اور اس طرح آرزو اور حقیقت کے امتزاج کے ساتھ بین الاقوامی روابط میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔اور جب انسانی معاشرہ کو دین کا ادراک ہو جائے اور دین کی سمجھ ہو جائے تو اس وقت انفرادی، خانوادگی، سماجی، مقامی، قومی، علاقائی اور بین الاقوامی جیسی سطحوں پر جدید اسلامی تہذیب کا دائرہ فعالیت وسیع ہو جاتا ہے۔چنانچہ بین الاقوامی روابط کے سلسلہ میں دین (اسلام) کا حق ہے کہ منصفانہ اور عادلانہ طور پر اسے پہچنوایا جائے، اور منصفانہ طور

پر اس کی صحیح اور مثبت تصویر پیش کیجائے۔(Reese,2015) یا یوں کہا جائے کہ جدید اسلامی تہذیب، ایک ایسی تہذیب ہے جسکی بنیاد اسلامی قوانین اور دستورات پر استوار ہے جس میں زمانہ کے تقاضوں اور ضرورتوں پر توجہ ہوتی ہے، اسلامی تہذیب کو آئیڈیل بناتے ہوئے ایک منظم سماجی زندگی کی نوید دی جاتی ہے جس کے ذریعہ مقام قرب اور سعادت تک پہونچنے کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

۵۔قرآنی و دینی تعلیمات اور جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ

مدینہ فاضلہ کی فکر اور اسے کس طرح وجود میں لایا جائے، یہ بات کسی نہ کسی طرح تقریباہر مکتب فکر اور مذہب میں پائی جاتی ہے۔ مختلف مکاتب فکر اور مفکرین نے مدینہ فاضلہ کی جو تصویر پیش کی ہے وہ انکے زمانے کے سیاسی، ثقافتی، اور مذہبی موقف کے لحاظ سے ہوا کرتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ مدینہ فاضلہ کو کبھی ماضی کے زمانوں میں تلاش کرتے تھے اور اسے تاریخ اور کہانی کی زبان میں بیان کیا ہے (عصر زرین)؛اور کبھی پیشن گوئی اور مستقبل میں ٹکنالوجی و آئیڈیالوجی کی تجدید کے طور پر بیان کرتے ہیں۔(آتلانتیس جدید)؛(مبینی، ۱۳۸۶)۔اس درمیان دین اسلام اپنے خاص توحیدی نظریہ اور خصوصیت کے ساتھ ، اپنے مطلوبہ مدینہ فاضلہ کی خصوصیات کو مشخص اور واضح طور پر بیان کرتا ہے (مطلبی و نادری، ۱۳۸۸:۱۳۱)، اس طرح کہ ماضی، حال اور مستقبل کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اپنے مدینہ فاضلہ کی خصوصیات کو ترسیم کرتا ہے۔ اس خصوصیت کے ساتھ کہ انسان کا شہر آرزو اس کی وہی گمشدہ بہشت یا مدینہ فاضلہ ہو سکتا ہے جو جدید اسلامی تہذیب میں نظر آتا ہے اور اسی کے ضمن میں امام زمانہ (عج) کی اس حکومت کی بھی آمادگی ہوتی ہے جو ایک مؤمن کے لئے دنیا میں ایک آسودہ زندگی اور آخرت میں بہشت کو شامل ہوتی ہے۔

اسلامی تہذیب میں شہر، ہر چیز سے پہلے ایمان کا قلعہ ہے اور سیاسی لحاظ سے ایسے قوانین کا تابع ہے جو جس کا سرچشمہ شریعت ہوتی ہے۔اس لحاظ اس شہر کا مذہبی کردار اس کی حکومت کے فوجی اور معاشی اہداف پر ترجیح رکھتا ہے (حبیبی، ۱۳۸۲:۴۹)، جب کہ موجودہ دور کے شہر اور حکومتوں کا سیاسی، تجارتی اور معاشی کردار دیگر تمام پہلوؤں پر مسلط اور حاوی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ دیگر امور ان شہروں میں گمنام ہو کر رہ گئے ہیں۔جدید تہذیب میں شہر جدید، اسلامی تہذیب والے مدینہ فاضلہ کے تصور سے بہت دور ہو گیا ہے۔ چنانچہ اسلامی تہذیب کے مطابق مدینہ فاضلہ اس شہر کو کہتے ہیں جس میں اسلامی قواعد و قوانین کی مکمل اور جامع طور پر رعایت ہوتی ہے اور زندگی اسی ارمان کے ساتھ تشکیل پاتی ہے اور آگے بڑھتی ہے۔اسلامی مدینہ فاضلہ کی طرف حرکت ایک منظم اور منسجم پروگرام چاہتی ہے جس میں سماجی اور معاشی بنیادوں پر توجہ، موجودہ حالت

کو مطلوبہ حالت میں تبدیل کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس میں تمام پہلوؤں کو نظر میں رکھا جاتا ہے۔ اسلامی مدینہ فاضلہ، انسان کا خدا، معاشرے ، ماحول اور خود کے ساتھ رابطہ کیسا ہونا چاہئے اس بات کو ترسیم کرتا ہے۔ ساتھ ہی اقتصادی، سماجی، اور ثقافتی روابط پر توجہ رکھتے ہوئے شہری ڈھانچہ پر بھی توجہ رکھتا ہے اور ایسی روحانی زندگی کو اہمیت دیتا ہے جو مقاصد خلقت کے ساتھ ہماہنگ ہو۔ اور شہر کی ظاہری شکل کے ماوراء اس کی اصل شکل و صورت پر توجہ رکھتا ہے تاکہ اسکی روح اور جوہر تک بھی پہونچا جاسکے ۔ (منتظر القائم، ۱۳۸۷: ۸)، اس بات پر بھی توجہ ہونی چاہئے کہ جدید اسلامی تہذیب میں شہر، ایسی جگہ نہیں ہوتا جہاں صرف مذہبی علامتیں مشخص اور آشکار ہوں، بلکہ جدید اسلامی تہذیب کے شہر کی سب واضح خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں نظم و ضبط اور اعتدال برقرار ہوتا ہے اور اس میں اسلامی تعلیمات کے سائے میں ایسا بہترین پروگرام تیار ہوتا ہے جس کے ذریعہ ایک پر امن، رونق سے لبریز خدائی ماحول میں بہترین شہری، تربیت کئے جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر شہر، کی شناخت اسلامی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی سب سے اہم اور بینادی خصوصیتیں دینی اور قرآنی تعلیمات سے حاصل کی جاتی ہیں جنہیں ان امور میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے :

۱/۵۔ امن وامان

امن وامان ایک ایسی چیز ہے جس کی ضرورت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں محسوس ہوتی ہے اور عرصہ دراز سے اب تک انسانی زندگی میں مختلف تبدیلیوں کی وجہ رہی ہے۔ کیونکہ یہ ایسا امر ہے جو انسان کی اہم ضرورتوں میں سے ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ حکومتوں اور معاشروں نے ہر زمانے میں امن وامان کی برقراری کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ قرآنی لحاظ سے امن وامان اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ اس نے اسے ہر چیز پر مقدم رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جناب ابراہیم علیہ السلام مکہ میں داخل ہوتے ہیں اور خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے ہیں تو مستقبل میں اس شہر کے ساکنین کے لئے پہلی چیز جو اللہ سے مانگتے ہیں وہ نعمت امن ہے۔ " رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا " (بقرہ، ۱۲۶) پروردگار اس شہر کو امن کا شہر قرار دے دے۔ (آقازادہ ورحمتی ۱۳۹۴)۔ ہر وہ شہر جو نعمت سے سرشار ہوتا ہے قرآن میں اسے آرزوؤں کی زمین سے یاد کیا جاتا ہے اور اس کی مثال دی جاتی ہے۔ سورہ نحل[۱] کی آیت ۱۱۲ کے مطابق "اور اللہ نے اس قریہ کی بھی مثال بیان کی ہے جو محفوظ اور مطمئن تھی

۱۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ.......

اور اس کا رزق ہر طرف سے با قاعدہ آرہا تھا" اور امن وامان کو سب سے اہم اور ضروری نعمت کے عنوان سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کے تمام امور میں امن و امان مد نظر ہونا چاہئے۔ موجودہ زمانے کے شہروں میں اگرچہ بعض جگہوں پر توامن و امان دیکھنے کو ملتا ہے لیکن بہت سی جگہوں، مواقع اور وقت میں خود امان وامان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

امن وامان کا مجموعی تصور یہ ہے کہ یہ امر انسانی معاشرے کی ضرورتوں میں سے ایک ہے اور مدینہ فاضلہ یا آرزوؤں کے شہر کو ہمیشہ جائے امن کے طور پر جانا گیا ہے جہاں کے عوام اجتماعی امن و امان سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ افلاطون اپنی مختلف تحریروں میں ایک ایسے آئیڈیل اور آرزو کے مطابق معاشرے (مدینہ فاضلہ) کی تمنا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جہاں لوگ اجتماعی امن وامان سے سرشار ہوں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کہیں پر بھی کسی کو کسی پر تجاوز نہیں کرنے دینا چاہئے کیونکہ تجاوز کی وجہ سے لوگوں میں تنزلزل اور انحطاط کی صورت پیدا ہو جائیگی اور امن ومان ختم ہو جائیگا۔

چنانچہ اجتماعی امن وامان اور آسائش کے حصول اور اسکی برقراری کے لئے علم وحکمت کے زیور سے مزین ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور بہترین علوم کا سرچشمہ پروردگار کی ذات ہے جو قرآن کریم میں موجود ہے اور اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ کے پاس ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس سلسلہ میں نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں: "لَيْسَ بَلَدٌ بِأَحَقَّ بِكَ مِنْ بَلَدٍ خَيْرُ الْبِلَادِ مَا حَمَلَكَ" زندگی کے لئے شہروں میں کوئی فرق نہیں، زندگی کے لئے سب سے مناسب شہر وہ ہے جہاں آسائش (امن وآرام) ہو۔ (نوید نیا، ۱۳۸۲)؛ کیونکہ جس شہر میں امن نہ ہو وہاں مختلف سماجی خطرات کو آنے سے روکا نہیں جاسکتا ہے۔ لین کہتا ہے: اگر لوگ کسی جگہ کی فضا اور ماحول کو امن وامان نہ ہونے اور خوف کی وجہ سے استعمال نہ کریں، تو وہاں سے عام زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا، (احسانی فرد اور انکے معاونین، ۱۳۹۲: ۳۱۸)؛ اور ترقی اور آسایش حاصل نہ ہوسکے گی۔ آیات اور روایات میں ملتا ہے کہ امن وامان اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے اور تمام انسانی ضرورتوں پر مقدم اور ان سے پہلے ہے۔ جیسا کہ رہبر انقلاب اسلامی (حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای) امن وامان کو ہوا سے تشبیہ دیتے ہیں کہ ہوا انسان کی ابتدائی ضرورتوں میں سے ہے: "انسان کو ہوا کی طرح مسلسل امن و امان کی ضرورت ہے" (موسوی، ۱۳۹۳: ۱۵۰)۔ خلاصہ کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ قرآن و روایات کی نگاہ میں امن و امان، اہم ضرورت، وطن کی اہمیت کا معیار، اسلام میں تشکیل حکومت کا مقصد اور اہم ترین ذمہ داری اور فرض ہے۔

ایک بے بدیل خدائی نعمت ہے اور ایک اچھے شہر کی خصوصیت میں سے ہے جسے اللہ نے ہر مؤمن سے چاہا ہے۔ (رجوع کریں؛ موسوی، ۱۵۰-۱۳۹۳: ۱۵۳)۔

توضروری ہے کہ جدید اسلامی تہذیب کے شہر کے تمام امور میں امن وامان برقرار ہو چاہے وہ معاشی امن ہو یا سماجی اور سیاسی امن۔۔۔

۵/۲۔ اتحاد اور یکجہتی

اسلام ایک ایسا دین ہے جو مکمل اور جامع ترین دین کے عنوان سے اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔اس دین میں اتحاد، یکجہتی ، بھائی چارے اور ہمدلی کی بہت زیادہ تاکید کی گئ ہے جیسا کہ اس دین کی عظیم خدائی کتاب قرآن کریم اپنے پیروکاروں اور صدر اسلام کے مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ اختلاف اور تفرقہ سے پرہیز کرو(سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳)، ورنہ شکست کھاجاؤگے،(سورہ انفال، آیت ۴۶)، (گیلانی اور معاونین، ۱۳۹۴)؛ مختلف اسلامی فرقوں اور مکاتب فکر میں اتحاداور مسالمت آمیز زندگی سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی ہے اور ان کا باہم رہنااور بھائی چارہ کسی مصلحت کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسے ایک دائمی ضرورت کے طور پر دیکھا جائے اور اس کے تحقق کے لئے زیادہ سے زیادہ کوششیں اور جدوجہد کی جائے،(سیاوش اور سلیمانی فر، ۱۳۹۴: ۷۴)؛ چنانچہ جدید اسلامی تہذیب کے شہر کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں اتحاد اور انسجام پایا جاتا ہے۔اس طرح کہ اس شہر کی تمام خصوصیات چاہے جسمانی، ہوں یا غیر جسمانی، شہر میں اتحاد، بھائی چارہ اور ہمدلی برقرار کرتی ہیں۔جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کے تمام باشندے ایک دوسرے کے ساتھ مکمل اتحاد اور بھائی چارے کے ساتھ رہتے ہیں۔اس اتحاد اور انسجام کو فرد کی معاشرہ کے اتحاد میں، معاشرے میں ماحول کے ساتھ ، کل میں جزء کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے،اسی طرح نظریات میں اتحاد، شہری علامتوں میں اتحاد، پراکندگی میں برابر اتحاد، شہر کے اجزاء کاایک دوسرے سے مناسب ہونا دیکھا جاسکتا ہے۔نیز عوام کا حکام کے ساتھ اور حکام کا عوام کے ساتھ اتحاد، خشنودی خدا کے حصول میں ہم فکری، نظریہ اور عمل میں یگانگی کو۔۔۔ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔اس شہر کے تمام اجزاء ،وہاں کے باشندوں کے عقائد اور اخلاق ،اسی اتحاد کو تقویت دینے لئے ترتیب دئے گئے ہیں۔جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کے باشندے اگر چاہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور ہمدلی سے آگے نکل کر اتحاد، نزدیکی اور ہم زبانی یعنی ہم فکری اور ایک آواز کے

مرحلہ تک بھی پہونچ سکتے ہیں، اور یہ امر جتنا زیادہ ہوگا ان کے درمیان اتحاد بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا (جواہر دہی، ۱۳۹۴)۔

اس شہر میں اتحاد اور بھائی چارہ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ شہر کا فرد شہر کو گھر شمار کرتا ہے، اور افراد شہر اس میں امن وامان سے بہرہمند ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں، اور ہم صدا اور ہم زبان ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا گیا کہ "یہاں شہر کا مطلب صرف بناوٹ اور ساخت نہیں ہے بلکہ جو لوگ شہر میں رہتے ہیں ان کے آپسی تعلقات بھی ہیں، خود لفظ شہر ایک ایسے معاشرے کی یاد دلاتا ہے جسے متحد، گرمجوش، اور منسجم رہنا چاہئے۔ اس لحاظ سے اس شہر کی سڑکیں اور گلیاں گلیارے کی حیثیت رکھتی ہیں اور گھر، ان کمروں کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں ایک خاندان رہتا ہے۔ اس طرح شہر ایک گھر کی مانند ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں عمارت سے متعلق تشبیہات اور تقابل زیادہ بیان ہوئے ہیں۔" (بمات، ۱۳۶۹: ۸۸)۔

۵/۳۔ روحانیت اور دین کی چاہت

گذشتہ چند دہائیوں میں جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی، شہر کے مختلف شعبوں میں ترقی اور پیشرفت کا سبب بنی ہے وہیں دوسری طرف سے انحرافات، مسائل اور متعدد مشکلات کے وجود میں آنے کی باعث بھی ہوئی ہے۔ اب انسان ان مشکلات اور مسائل سے نجات پانے کے لئے ناچار ہے کہ روحانیت کی طرف رجوع کرے اور ایک پیغام پر مشتمل ایسا نظام بنائے جس کی بنیاد روحانیت پر استوار ہو (صابری، ۱۳۹۳: ۲۴۵)؛ قرآن کریم جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل کا سرچشمہ ہے، یہ معرفت و روحانیت کی کتاب ہے۔ قرآن کریم، بہت سے شہری افراد کے دعووں کے برخلاف جو خود کو دین اور روحانیت سے الگ جانتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ صرف سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعہ ہی راہ زندگی میں آگے بڑھا جاسکتا ہے، معرفت اور روحانیت کو زندگی سے جدا نہ ہونے والے جزء اور سعادت اور کامیابی کی راہ کے طور پر بیان کرتا ہے۔

روحانی اقدار، روحانیت اور دینداری کی اہمیت کے بارے میں ملتا ہے کہ جو لوگ اقدار اور روحانیت کے پابند ہوتے ہیں ان میں زندگی سے راضی ہونے کی سطح دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ بلند ہوتی ہے؛ یعنی وہ لوگ جن کا مذہبی اور روحانی عقیدہ مضبوط ہوتا ہے یا یوں کہا جائے کہ جن کی روحانی پاکیزگی اور سلامتی کی سطح بلند ہوتی ہے، یا مذہبی معاشرے میں سرگرم رہتے ہیں انکے بارے میں ملتا ہے کہ وہ اپنی زندگی سے زیادہ راضی

رہتے ہیں(Markos & Marita, 2003)۔ روحانیت سے متعلق کتابیں اور متون اس بات کی حکایت کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر تعریفیں روحانیت کے دو پہلو ہونے کو بیان کرتی ہیں۔ اسکا پہلا پہلو مذہبی روحانیت ہے جس میں مقدس وجود یا اصل حقیقت کے تصور کو مذہبی سیاق اور طریقہ میں بیان کیا جاتا ہے، اور اس کا دوسرا پہلو، وجودی روحانیت ہے جس میں مقدس وجود یا اصل حقیقت کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہوتا ہے۔ (Hartz:2005)۔ قرآن کریم روحانیت اور معرفت کے ایسے امور سے سرشار ہے جن کے ذریعہ دیگر تمام پہلوؤں کے ساتھ، جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ تک رسائی پیدا کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اصل روح وفطرت، عالم غیب کے وجود اور شریعت کو روحانیت کے اہم اصولوں میں سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح قرآن میں عقل وخرد، اعتدال وتوازن اور بندگی کو روحانیت کے اجزاء کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو خودشناسی، فرض شناسی، ذمہ داری پر عمل، عشق وایثار۔۔۔ جیسے امور کے شکوفا اور ظاہر ہونے کا میدان فراہم کرتے ہیں (رجوع کریں: رودگر، ۱۳۸۸)، تو ان امور کو اس راہ میں دینی اور قرآنی تعلیمات کے عنوان سے ذکر کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی مدینہ فاضلہ میں روحانی مقامات (خوبصورت اور بڑی مساجد) کی موجودگی، اسی طرح اخلاقی اور روحانی اصول کی تبلیغ اور ترویج، اس شہر کو روحانیت اور دینداری سے سرشار کرتی ہے، کیونکہ روحانیت انسانی وجود کا وہ اصلی جوہر ہے جو اس کی زندگی کے سفر کو مرتب اور معین کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ اس کی زندگی اپنی بہترین صورت اختیار کرتی ہے۔ روحانیت انسان کے غیر جسمانی اور غیر مادی پہلو کو شامل ہوتی ہے اس کا تجربہ انسانی زندگی کا خدا، خود اور قدرت وفطرت کے ساتھ رابطہ سے ہوتا ہے (O, Brien,2004)، اور یہی روحانیت انسان کو وجود کے کمال اور اس کی حقیقت کے سلسلوں سے نزدیک کرتی ہے۔ قرآن کریم نے بھی سورہ رعد میں روحانیت کو اس لامحدود ہستی اور اسکی حقیقت کی شناخت، اس میں پائے جانے والے نظم وضبط، اسکی منظم حرکات ورفتار کے معرفت کے ذریعہ کے طور پر بیان کیا ہے جس کی بنیاد اس اصل حقیقت اور واقعیت پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روحانیت اور دینداری، جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی ایک اور خصوصیت شمار ہوتی ہے۔ اور اس کے بہت سے برکات اور آثار ہیں۔

۵/۴۔ اسلامی طرز زندگی

جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی ایک اور خصوصیت اسلامی طرز زندگی اپنانا ہے۔ طرز زندگی کے

تصور اور اس کی تاریخ میں غور و فکر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک ایسا مفہوم اور تصور ہے جو ہمیشہ سے انسانی افکار سے آمیختہ رہا ہے اور ان مغربیوں کے دعووں کے خلاف ہے جن کا خیال ہے کہ اس تصور سے سب سے پہلے آلفورڈ اڈلر نے روشناس کرایا تھا جبکہ یہ تصور اور مفہوم اسلام کے مختلف ادوار میں علماء اسلام کے ذریعہ بیان ہوتا رہا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف کتابیں تالیف کی جاچکی ہیں (شعبانی ساروئی، ۱۳۹۲: ۱۳)؛ یعنی طرز زندگی کوئی نیا اور خاص تصور نہیں ہے جس کی گذشتہ چند دہائیوں سے پہلے، ماضی میں کوئی گفتگو ہی نہ ہوئی ہو بلکہ یہ تصور مختلف اسلامی ادوار میں بیان ہوتا رہا ہے بلکہ اس کی بہت سی علامتیں اس مدینہ فاضلہ کی خصوصیات میں بیان ہوئی ہیں جسے اسلامی مفکرین اور دانشمندوں نے ترسیم اور بیان کیا ہے۔ البتہ گذشتہ چند دہائیوں میں اس پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور مغربی معاشروں کی طرف سے اسے "Life style" کا عنوان کا دیکر کافی تبلیغ کی گئی ہے۔

اسلامی مدینہ فاضلہ کا ہر باشندہ اسلامی طرز زندگی سے مزین ہوتا ہے اور یہ طرز زندگی فرداً فرداً ہر شخص کی نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک نمونہ کے طور پر ہوتی ہے جسے ہم مجموعی طور پر ان تمام افراد کے اعمال و کردار سے اخذ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں جو اس خاص معاشرے کی ثقافت کے تحت ہوتے ہیں تو اس لحاظ سے جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ میں اسلامی طرز زندگی: اسلامی تعلیمات پر مبنی اور اس پر منطبق اعمال و رفتار کو کہتے ہیں اس طرح کہ اسلامی خصلتیں اور شخصیت انسان کے وجود میں ایک معنی دار اور بامقصد نظام کے صورت میں رچ بس جاتی ہے اور پھر تمام مسلمان باشندوں کے اعمال و کردار سے ظاہر ہوتی ہے (قطبی اور معاونین، ۱۳۹۳: ۹)۔ یعنی یہ وہی طرز اور شیوہ زندگی ہے جسے اسلامی مدینہ فاضلہ اور اس معاشرے کے افراد اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے زندگی کے طریقہ کے طور پر اختیار اور انتخاب کرتے ہیں۔ یہ طرز زندگی، اسلامی معاشرے کے ثقافتی اور سماجی نظام کو بیان کرتا ہے (آرمند اور رسولی نژاد، ۱۳۹۴)۔

اسلامی تعلیمات میں غور و فکر سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کس قدر عظیم صلاحیت اور گنجائش پائی جاتی ہے؛ کیونکہ اعتقادی اور فکری امور سے لیکر موجودہ زندگی میں اعمال و رفتار سے متعلق احکام تک جسے بھی ہم طرز زندگی کہتے ہیں سب اس پر معنی اور بامقصد اسلامی نظام میں موجود ہیں اور ہم ان امور کو انسانی تکامل اور سعادت کی راہ میں استعمال کر سکتے ہیں (موسوی اور معاونین، ۱۳۹۴)؛ اور یہی چیز اسلامی طرز زندگی کی توسیع اور ہمہ گیر ہونے کا سبب بھی ہے، اور اس کے علاوہ یہی چیز اسلامی تعلیمات پر مبنی معرفتی نظام کی توسیع اور اس کے نفوذ کا بھی سبب ہے جس نے دینی ثقافت کی طرف رجحانات کو بھی تقویت بخشی ہے (فاضل قانع،

۱۳۹۲)۔ قرآن میں طرز زندگی سے مربوط چھوٹے سے چھوٹے مسائل سے لیکر بڑے سے بڑے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسے سورہ نور کی ۳۲ میں شادی اور خانوادہ کی تشکیل، سورہ نساء کی آیت ۳۴ میں خانوادہ (اہل خانہ) اور گھر چلانے کا طریقہ، سورہ طور کی آیت ۲۶ و ۲۷ میں نرمی اور مہربانی سے پیش آنا اور طرز زندگی کے دیگر اجزاء کو بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ امور اسلامی طرز زندگی کی عظمت اور بلندی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کے تحقق کے لئے بہترین تعلیم، طریقہ اور آلہ قرار پا سکتے ہیں۔

۵/۵-اخلاق تعلیم وتربیت

جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ، اخلاقی فضائل کا مظہر ہے، اور اس کے باشندے اسلامی تعلیم وتربیت کی بنیاد پر ان اخلاقی صفات سے آراستہ اور مزین ہوتے ہیں۔ اخلاق کے کچھ مراحل جنہیں طے کرنے کے بعد انسان کے اندر کچھ خصوصیات، ملکہ اور صلاحتیں پیدا ہوتی ہیں جنہیں انسان اپنے اختیار اور مسلسل کوششوں کے ذریعہ حاصل کرتا ہے اور یہ خصوصیات اور صفات انسانی روح کے ساتھ ساز گار ہوتی ہیں۔ (مطہری، ۱۳۷۶: ۱۷)۔ اسلامی مفکرین اور دانشمندوں کے درمیان اخلاقی اصطلاح کا جو سب سے مشہور استعمال ہے وہ اس طرح ہے کہ اخلاق: "ایسے راسخ نفسانی اور روحانی صفات کو کہتے ہیں جو اس بات کا سبب بنتے ہیں کہ انسان سے ان صفات کے متناسب افعال بغیر کسی تامل اور غور وفکر کے صادر ہوں" (مسکویہ، بی تا: ۵۱)۔ اسلامی مدینہ فاضلہ میں نیک اخلاق اور اچھے صفات کا حامل ہونا اور اخلاقی فضائل کو کسب کرنا اہم اقدار شمار ہوتا ہے اور اس شہر میں ان کے حصول کا میدان بخوبی فراہم ہوا ہے اور اسمیں اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ افراد کی اخلاقی تربیت کی جائے۔ کیونکہ انسان کی اخلاقی تربیت اسمیں فضائل پیدا کرتی ہے اور رذائل یعنی برائیاں اور پست صفات ختم کرتی ہے اس طرح کہ تربیت شدہ نفس میں فضیلتوں سے آراستہ ہونے اور برائیوں سے دور ہونے کی صلاحیت اور توانائی پیدا ہو جاتی ہے تاکہ انسان اخلاقی اقدار کا پابند ہو جائے اور اندرونی اور بیرونی رکاوٹیں انسان کو ان اقدار کی پابندی کرنے سے منحرف نہ کر سکیں (داوودی، ۱۳۸۹: ۶۷)۔

تعلیم وتربیت انسان کی سب سے اہم ضروریات میں سے ایک ہے (میر ابیگی و بہزادفر، ۱۳۹۳)۔ صحیح تعلیم و تربیت کے بغیر انسان نہ تو مناسب راستہ پر چل سکتا ہے اور نہ ہی انسانیت کے اصل معنی کا ادراک کر سکتا ہے اور نہ ہی انسانیت کی بلندی اور عظمت تک پہونچ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانی اور خدائی کتابوں میں تعلیم وتربیت کو پیغمبران خدا علیہم السلام کا بلندترین اور بنیادی مقصد قرار دیا گیا ہے اس لئے جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ

فاضلہ میں اس امر پر بہت تاکید کی گئی ہے اور اس شہر کے علمی ، دینی اور تعلیمی مراکز وغیرہ اپنے باشندوں کی مناسب تعلیم وتربیت کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور یہ امر مدینہ فاضلہ کے دیگر میدانوں کو بھی شامل ہوتا ہے۔جب ہم قرآنی آیات میں غور کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قرآن کی بہت سی آیات میں تعلیم وتربیت کے مسئلہ پر خصوصی مورد توجہ دی گئی ہے جیسے سورہ بقرہ کی آیت ۱۲۹اور ۱۵۱، سورہ آل عمران کی آیت ۱۲، ۶۲، اور ۱۳۱، سورہ لقمان اور دیگر سورہ۔۔۔ کی آیات ، زندگی کے اس بنیادی عنصر کو بیان کرتی ہیں اور خصوصاً جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ میں اس موضوع کو تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

۶۔خلاصہ اور نتیجہ

جدید اسلامی تہذیب اپنے طور پر ایک عالی سطح کی تہذیب ہے جو تمام اجزاء کے ساتھ ایک عالمگیر تہذیب ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور اس تہذیب کی ایک خصوصیت اور اسکا جزء وہ شہر ہے جسے مدینہ فاضلہ یا آرزوؤں کے شہر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔اس مدینہ فاضلہ کے حصول پر مصلحان، خیر خواہ اور بزرگ افراد کی توجہ رہی ہے ۔اور اللہ کی طرف سے بہترین مدینہ فاضلہ ، بہشت کے طور پر بیان ہوا ہے اور دین اسلام کے پیروکاروں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ قرآنی تعلیمات اور بہشت کی بیان شدہ خصوصیات کے تحت اس زمین پر اپنی گمشدہ بہشت کی تعمیر نو کریں اور اسے احیاء کریں۔مدینہ فاضلہ اور آرزوؤں کا شہر ایک ایسا تصور ہے جس تک رسائی کی تمنا انسان کو قدیم زمانہ سے رہی ہے جسے وہ کبھی ماضی اور کبھی مستقبل میں تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔

مختلف ثقافتیں اپنی ضرورتوں،اقدار، عقاید، اپنے معاشرے کی صلاحیتوں کے مطابق اس مدینہ فاضلہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اس کی تعریف کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا جب جدید اسلامی تہذیب میں مدینہ فاضلہ کی گفتگو کی جائے تو اس کے تمام جوانب اور میدانوں کو اس طرح بیان کیا جائے کے ان کا محور، مرکز اور بنیاد اسلامی اور قرآنی تعلیمات ہوں۔ یہی وہ تعلیمات ہیں جن کے سہارے جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کا بہترین نقشہ کھینچا جاسکتا ہے اور اس کی تعمیر نو کی جاسکتی ہے اور اسے دیگر تمام مدینہ فاضلہ پر برتری عطا کی جاسکتی ہے۔

جدید اسلامی تہذیب میں مدینہ فاضلہ، ایک ایسا شہر ہے جو خاص دینی اور قرآنی تعلیمات کے پیش نظر تشکیل پاتا ہے اور ایک ایسا شہر ہے جو ماضی اور تاریخ سے جدا نہیں ہوتا اور نہ ہی مستقبل پر توجہ کے بغیر ہوتا ہے بلکہ ایسا

شہر ہے جس میں ماضی اور گزرے ہوئے افراد کے تجربات پر نگاہ ہوتی ہے اور ایسے دسترس میں موجود شرائط، حالات اور وسائل کو نگاہ میں رکھتے ہوئے مستقبل کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی تمام بنیادیں دینی اور قرآنی تعلیمات پر استوار ہوتی ہیں۔ایسی تعلیمات جو انسانی فطرت کے مطابق اور اس سے سازگار ہوتی ہیں اور انسان کو سعادت اور کمال تک پہونچانے کے لئے نازل ہوئی ہیں۔

دینی اور قرآنی تعلیمات کے مطابق جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ میں، امن ومان،اتحاد وانسجام، روحانیت اور دینداری،اسلامی طرز زندگی، اخلاق اور دینی تعلیم وتربیت جیسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔اس شہر میں تمام چیزیں ایک دوسرے سے وابستہ اور ایک دوسرے کی خاطر اس طرح ہوتی ہیں کہ امن وامان، اتحاد و انسجام کے شرائط مہیا کرتی ہیں۔مزید اتحاد وانسجام کے ذریعہ امن وامان بھی اپنے تمام جوانب اور پہلوؤں میں تقویت پاتا ہے۔اسلامی مدینہ فاضلہ کے شہریوں اور باشندوں کا طرز زندگی اسلامی ہوتا ہے جو روحانیت اور دینداری کے ہمراہ ہوتا ہے۔اس شہر کے باشندوں کی تمام تعلیم وتربیت کی بنیاد قرآنی اور دینی تعلیمات ہوتی ہیں جو دینی طرز زندگی اور روحانیت پر مبنی اخلاق کی ترویج کرتی ہیں۔اسی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ جدید اسلامی تہذیب پر مبنی مدینہ فاضلہ کی تمام خصوصیات دینی اور قرآنی ہوتی ہیں جن میں یہ خصوصیات ایک مجموعہ کی صورت میں دکھائی دیتی ہیں اور اپنے باشندوں کو مقام سعادت اور قرب تک پہونچانے کی کوشش کرتی ہیں۔

ماخذ

۱۔قرآن کریم

۲۔ابن منظور محمد بن مکرم (۱۴۱۴ھ) لسان العرب، بیروت: انتشارات دار صادر۔

۳۔احسانی فرد علی اصغر، حمید رضا شجاعی وکیانا مالکی شجاع(۱۳۹۲)؛ "ارزیابی میزان احساس امنیت شہروندان در شہرہای جدید (مطالعہ موردی شہر اشتہارد)" فصلنامہ مدیریت شہری، شمارہ ۳۱ صفحات ۳۳۴-۳۱۷

۴۔اسفندیاری، مصطفیٰ؛ "آرمان شہر اسلامی از منظر امام رضاؑ"، فصلنامہ ی فرہنگ رضوی، سال چہارم، شمارہ ۱۵، صص ۹۹-۱۳۳

۵۔آرمند محمد علی، رسولی نژاد، سید پویا (۱۳۹۴)، "بررسی رابطہ سبک زندگی اسلامی با نشاط اجتماعی ورضایت از زندگی شہر یزد"، مجموعہ مقالات نخستین ہمایش سبک زندگی؛ نظم وامنیت، زنجان: دانشگاہ زنجان، اردیبہشت ماہ

۶۔آقازادہ محسن، رحمتی سید مہدی (۱۳۹۴)۔"خوزہ ہا امنیت وآثار ونتایج آن در قرآن"، مجموعہ مقالات نخستین ہمایش سبک زندگی؛ نظم وامنیت، زنجان: دانشگاہ زنجان، اردیبہشت ماہ

۷۔ باقری، اشرف السادات (۱۳۸۶)، نظریہ ہای دربارہ ی شہرہای قلمرو فرہنگ اسلامی، تہران، مؤسسہ انتشارات امیر کبیر

۸۔ بمات، نجم الدین (۱۳۶۹)، شہر اسلامی، ترجمہ ی محمد حسین حلیمی و منیژہ اسلامبولچی، تہران، سازمان چاپ وانتشارات

۹۔ بہنیافر، احمد رضا (۱۳۸۸)، "آسیب شناسی فرہنگ و تمدن اسلامی در زمینہ تولید علم در جہان امروز"، فصلنامہ علوم اسلامی، سال ۴، شمارہ ۱۴

۱۰۔ جواہر دہی علی (۱۳۹۴)۔ "اصول قرآنی ہمدلی و ہمزبانی"، قابل پیگیری در http://yazdanpress.com/

۱۱۔ حجازی فخر الدین (۱۳۶۰)، نقش پیامبران در تمدن اسلامی، تہران، انتشارات بعثت

۱۲،۔ داودی، محمد (۱۳۸۹) سیرہ تربیتی پیامبرؐ واہلبیتؑ، جلد سوم، تربیت اخلاقی، چاپ سوم، قم، پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ

۱۳۔ رحمانی، جبار؛ جعفر آقایی، محمد رضا (۱۳۹۰)، "ویژگیہای بنیادین شکوفایی تمدن اسلامی، تلفیقی بودن و وحدت فرہنگی"، نشریہ راہبر د فرہنگ، شمارہ ۱۴ و ۱۵، صص ۹۹-۱۱۳

۱۴۔ رودگر، محمد جواد (۱۳۸۸)، "معنویت گرایی در قرآن، (مبانی، مؤلفہ ہا وکار کردہای معنویت قرآنی)"، فصلنامہ ی علمی پژوہشی علوم اسلامی، سال ۴، شمارہ ۱۸، صص ۳۲-۱۵

۱۵۔ سیاوشی کرم، سلیمانی فرندا (۱۳۹۴)، "راہکارہای تقریب مذاہب در سیرہ و گفتار امام رضا علیہ السلام"، فصلنامہ علمی ترویجی مطالعات تقریبی مذاہب اسلامی (فروغ وحدت)، سال دہم، دورہ جدید/شمارہ ۳۹، صص ۸۴-۷۳

۱۶۔ شاہ سنی، شہرزاد (۱۳۷۷) ، آرمان شہر نظامی گنجوی، کیہان فرہنگی، شمارہ ۱۴۸، آذر و دی، ۱۳۷۷

۱۷۔ شعبانی سارویی رمضان (۱۳۹۲)۔"مختصات سبک زندگی در جامعہ اسلامی با نگاہی بر فرمایشات مقام معظم رہبری" مجلّہ ہدایت، شمارہ ۱۴۴۔

۱۸۔ صابری نوقانی علی رضا (۱۳۹۳)، "بررسی نحوہ ی اثر گذاری معنویت دینی بر سبک زندگی شاد" مجموعہ مقالات ہمایش بین المللی روانشناسی و فرہنگ زندگی، جلد چہارم، چاپ اول، بوشہر، انتشارات موسسہ سفیران فرہنگی مبین

۱۹۔ فاضل قانع، حمید (۱۳۹۲)، سبک زندگی بر اساس آموزہ ہای اسلامی؛ قم، مرکز پژوہش ہای اسلامی صدا و سیما

۲۰۔ فوزی یحییٰ و صنم زادہ، محمود رضا (۱۳۹۱)، "تمدن اسلامی از دیدگاہ امام خمینیؒ"، فصلنامہ پژوہشی تاریخ و فرہنگ تمدن اسلامی، سال سوم، شمارہ ۹، صص ۴۰-۷

۲۱۔ قطبی، ثریا؛ ہادوی اصغر؛ رہنما، اکبر و باغبانی، فاطمہ (۱۳۹۳)، "تحلیل مؤلفہ ہای اجتماعی سبک زندگی در روایات امام رضاؑ، مجلّہ مشکات، شمارہ ۱۲۳، صص ۳۴-۴"

۲۲۔ کاشفی محمد رضا (۱۳۸۴)، تاریخ فرہنگ و تمدن اسلامی، قم، مرکز جہانی علوم اسلامی

۲۳۔ گیلانی نجم الدین، جمینی داود، عباسی احمد (۱۳۹۴)، "نقش آموزه های قرآن کریم در اتحاد اقوام مختلف در صدر اسلام"، ہفتمین کنگرہ پیشگامان پیشرفت، تہران، کتابخانہ ملی۔

۲۴۔ مجیر شیبانی، نظام الدین (۱۳۳۷)، تاریخ تمدن از آغاز آفرینش تا تمدن مادی، تہران، دانشگاہ تہران

۲۵۔ محمدیان مصمم، حسن؛ ضرغامی، سعید (۱۳۹۶)، "خاستگاہ تفکر ارمانی و آرمان شہرہا در دو مہد عظیم تمدن شرق و غرب (ایران-یونان)"، فصلنامہ ی مطالعات مدیریت شہری، سال ۹، شمارہ ۲۹، صص ۶۶-۵۵۔

۲۶۔ مسکویہ ابی علی، (بی تا)، تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق، قم، انتشارات بیدار

۲۷۔ مصطفوی، سید حسن (۱۳۶۰)، التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، تہران، بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب

۲۸۔ مطلبی، مسعود و نادری، محمد مہدی (۱۳۸۸)، "بررسی تطبیقی مفہوم آرمان شہر در اندیشہ سیاسی اسلامی، ایران و غرب"، فصلنامہ ی مطالعات سیاسی، سال دوم، شمارہ ۶

۲۹۔ مطہری، مرتضی (۱۳۷۶)، فلسفہ اخلاق، تہران، انتشارات صدرا

۳۰۔ منتظر القائم، اصغر (۱۳۸۷)، مقدمہ ی مجموعہ مقالات نخستین ہمایش آرمان شہر اسلامی، اصفہان، دانشگاہ اصفہان

۳۱۔ موسوی، سید یوسف (۱۳۹۳)۔"کارکرد رسانہ در تامین امنیت جمہوری اسلامی ایران"، فصلنامہ ی مطالعات حفاظت و امنیت انتظامی، سال نہم، شمارہ ۳۰، صص ۷۷-۱۳۹

۳۲۔ موسوی، سید محمد، توتی، حسین علی، موسوی، سید محمد رضا (۱۳۹۱)، "انقلاب اسلامی ایران و تحولات ژئوپولیتیکی مصر با تاکید بر فرصت ہا و چالش ہای پیش رو)"، فصلنامہ علمی پژوہشی پژوہشنامہ انقلاب اسلامی، سال ۱، شمارہ ۴، صص ۱۶۴-۱۴۵

۳۳۔ موسوی، سید محمد رضا؛ طاہری، نجم الدین و رحیمی، ولی الہ (۱۳۹۴)، "آموزہ ہای دینی و راہ کارہای تحقق سبک زندگی دینی"، مجموعہ مقالات نخستین ہمایش سبک زندگی؛ نظم و امنیت، زنجان؛ دانشگاہ زنجان، اردیبہشت ماہ